THE ALHAKAM

Qadian

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

نمبر ۹	مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۴ء	جلد ۲۶

مکتوبات امام

حضرت خلیفۃ المسیح کا خط شیخ رحمت اللہ صاحب کے نام

۲۷ فروری ۱۹۲۴ء کی شام کو مکرمی شیخ رحمت اللہ کی علالت مزاج کی خبر حضرت خلیفۃ المسیح کو بیروچی کے مقام پر پہنچی۔ اس کے سننے سے آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ اس روز خود آپ پر سر درد اور ضعف قلب کا دورہ ہو چکا تھا۔ رات کو بہت تکلیف رہی ۵ الصباح آپ نے یہ خط شیخ صاحب کے نام لکھا اور ایک خاص آدمی قادیان بھیجا کہ مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ لاہور پہنچایا جاوے۔ مگر مفتی صاحب کی طبیعت ناساز تھی۔ لہٰذا مکرمی خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب اُسے لیکر گئے۔ یہ خط جس کیفیت اور روح کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی شیخصاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آج رات کو مجھ یہ معلوم کر کے کہ آپ سخت بیمار ہیں۔ بہت افسوس ہوا۔ میں اسوقت خود بیمار ہوں۔ اور دریا پر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے آیا ہوا ہوں۔ رات کو مجھے دل کے ضعف کا دورہ بھی ہو گیا۔ میں اس خط کے ذریعہ آپ کی عیادت کرتا ہوں اور مفتی محمد صادق صاحب کو بھی بھیجتا ہوں۔ وہ زبانی بھی میری طرف سے عیادت کریں گے۔ کہ خط سے معتبر اور محبت مخلص زیادہ وضاحت سے قلبی ہمدردی کا اظہار کر سکتا ہے میں دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپکو شفا عطا فرمائے اور میں اس دُعا کی اور بھی زیادہ تحریک پاتا ہوں۔ جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی آپ کے ذمہ ایک کام ہے۔ جسکا ادا کرنا ضروری ہے۔ میں نے بارہا حضرت مسیح موعودؑ کو رویا میں دیکھا ہے۔ اور یہ معلوم کیا ہے۔ کہ جہاں دوسرے بعض لوگوں پر ناراض ہیں۔ آپ سے کم ناراض ہیں یا صرف دوستانہ بلکہ آپ سے رکھتے ہیں۔ جس سے میں معلوم کرتا ہوں کہ آپ خاموشی اور فتنہ میں عملی حصہ نہ لینے کی آپ کی روح نے ایک حد تک قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مجھے بعض اور خوابوں میں بھی آپ کے دل کی حالت بعض دوسرے لوگوں کی نسبت اچھی دکھائی گئی ہے۔ اسلئے بھی اور ان متواتر خدمات کو یاد کرتے ہوئے بھی جو آپ نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کیں۔ میرا دل آپ کی جدائی پر کڑھتا ...... اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس وابستگی سے علیحدہ نہ کرے۔ جو آپ کو پہلے حاصل تھی۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

میں نے آپ کی دلی خواہش اور غالباً آپ کی بیماری کو پچھلے دنوں ایک رویا کے ذریعہ سے معلوم کیا تھا۔ جو مفتی صاحب کو میں سُنا چکا ہوں۔ غالباً انکو یاد ہوگی۔

میں آپ کو ایسے وقت میں کہ آپ بیمار بھی ہیں۔ اور میں بھی بیمار ہوں۔ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کیا ہے محض ابتغاءً لمرضات اللہ کیا ہے۔ اس میں ہرگز نفسانی خواہشات کا دخل نہیں۔ میں اس خدائے لایزال ولم یزل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس تمام اختلافات کے زمانہ میں ایک بات کے لئے بھی اور ایک چھوٹے سے چھوٹے امر میں بھی میں نے اپنے نفس کے لئے یا جوش یا خود غرضی سے بھر کر یا جلد بازی سے کسی مسئلہ کے متعلق فیصلہ نہیں کیا۔ میں نے دیکھکر مجبور کر استخارہ کر کے دعائیں کر کے بشارتیں پا کر ان مسائل کا اظہار کیا ہے۔ جن کا میں اسوقت اظہار کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس امر کو جانتا ہے۔ کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا ایمان رکھتا ہوں۔ اور آپ کی ایسی محبت رکھتا ہوں کہ اور کسی انسان پر مجھے اس درجہ کا ایمان نہیں۔ اور اس قسم کی محبت نہیں۔ میں آپ کو خاتم النبیین سمجھتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے میرے نزدیک اسلام سے سلسلہ نبوۃ کو قطع کرنا اسلام کی تباہی کا موجب ہے۔ اور حقیقت ...

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں۔ باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و ایڈیٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا)

دور ہے۔ اور میں مرزا صاحب کو ایسا ہی رسول سمجھتا ہوں۔ جیسا سلسلہ کے انبیاء ہوئے ہیں اور اس کی خدمت کے لئے آئے تھے۔ نہ کہ کوئی نئے احکام لائے تھے۔ ہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے نبی بھی فی الواقع نبی ہوتے ہیں۔ نہ کہ غیر نبی۔

میں یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ سلسلہ کی اشاعت و اسلام کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ بغیر وحدت کے پھیلانے کے اسلام اور کسی تدبیر سے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسلئے اس طرف سے کوتاہی اسلام کی خیر خواہی نہیں اس سے دشمنی ہے۔

خدا گواہ ہے۔ کہ خود خلافت حاصل کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس یقین کی وجہ سے کہ اس کے بغیر سلسلہ کا قیام ناممکن ہے۔ میں خلافت کا قائل ہوں۔ اگر اس پر مجھکو کوئی اور دکھاتا تو مجھے اس سے زیادہ کوئی امر پسند نہ تھا۔ مگر خدا کی مشیت نے صرف اس مقام پر مجھے کھڑا کر دیا ہے۔ میرے نفس نے کبھی اس کی خواہش نہیں کی۔ غرض میں نے جو کچھ کیا ہے دیانت داری سے کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر اور اس کی ہدایت سے کیا ہے۔ اور خدا گواہ ہے۔ کہ جو کچھ میں نے کیا ہے حق کیا ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے۔ آخر حق ثابت ہو کر رہے گا۔ اگر میں جھوٹ سے کام لیتا ہوں۔ اور اگر میں نے اپنے نفس کا بندہ ہو کر دین میں رخنہ ڈالا ہے۔ اور خدا سے ہدایت طلب نہیں کی۔ اور اس کی ہدایت پا کر قدم نہیں اٹھایا۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتا رہا ہوں۔ تو خدا مجھ سے وہ معاملہ کرے جو ایک جھوٹے اور کاذب سے کیا جاتا ہے۔

اے مکرم بھائی میرا کیا جرم ہے۔ سوائے اسکے کہ میں نے جماعت کی وحدت کے قائم رکھنے کے لئے اور اسلام کی خدمت کی غرض سے اور دنیا میں مسیح موعودؑ کے نور کے ذریعہ سے اسلام کی روشنی کو ظاہر کرنے کے لئے اپنے آپ کو بحر ذخار میں ڈالدیا۔ اور اپنی جان اور اپنے آرام کی پرواہ نہیں کی۔ میرے بھائی مجھ سے کس امر میں خفا ہیں۔ انہوں نے میرے اندر سر سے پیر تک قصور کیوں دیکھے۔ کیا اس لئے کہ میں نے دنیا کے خوف سے نڈر ہو کر اپنی جان کو اسلام کی حفاظت کے لئے پیش کر دیا۔ اور اپنے آپ کو اسلام کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار کر دیا۔ خلافت کیا ہے۔ اور اس سے مجھے اور میرے رشتہ داروں کو کیا نفع ہے۔ میری آئندہ نسل اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ وہ خدا کی امانت ہے جو نہ مجھے ورثہ میں ملی ہے۔ اور نہ آئندہ کسی کو ورثہ کے طور پر مل سکتی ہے۔ یہ سلسلہ کی بہترین نعمت ہے جو خدا کی طرف سے ان کو دیجائے گی۔ جو سلسلہ کی خدمت کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ گو میں نے اس بار کو اٹھایا۔ تو میں نے اس سے ذاتی فائدہ کیا حاصل کیا۔ مسیح موعودؑ کی اولاد ہونے کے جرم میں ہمیں دین کے لئے کسی قربانی اور دین کے کسی کام میں حصہ لینے کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔ کیا اپنی کردہ گناہ کی سزا میں ہم ہر ایک نعمت سے محروم کئے جائینگے مگر کونسی نعمت؟

جو روحانی طور پر نعمت ہے۔ لیکن جسمانی طور پر ایک کچل دینے والا بوجھ ایک غموں کا بار ایک الموں کا انبار ایک نہ ختم ہونیوالی ذمہ داری ایک پیس ڈالنے والی ضمانت۔ اس کے سوا وہ اور کیا ہے۔ میری مثال اس شخص کی سی ہے۔ جس نے ایک ڈوبتے ہوئے بچہ کو نکالنے کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ وہ خود ڈوبنے کو تیار ہوا۔ اور آپ ہلاکت میں پڑا۔ لیکن اسنے اس بچہ کو نکالا۔ لیکن اس بچہ کے عزیزوں میں سے بعض اس پر جب وہ اس بچہ کو نکالکر لایا۔ یہ طعنہ دینے لگے۔ کہ اس نے عزت حاصل کرنے کے لئے یا لالچ سے یہ سب کام کیا ہے۔ آخر دنیا میں کوئی بھی ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے انسان یہ ثابت کر سکے۔ کہ وہ خود غرض اور نفس پرست نہیں ہے۔ اور بلا اپنی ذمہ داری کو ترک کرنے کے وہ اپنی بریت ثابت کر سکے۔ اگر ایسا کوئی بھی ذریعہ ہے تو میں اس ذریعہ سے بارہا اپنی بریت کو ثابت کر چکا ہوں۔

مجھے آپ سے محبت ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ زندہ رہیں تو اس دھوکے سے بچے رہیں۔ اور اگر فوت ہوں۔ تو اس دھوکے سے بچکر فوت ہوں۔ مجھے آپ سے محبت ہے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو آپ نے مسیح موعودؑ کی کیں۔ اور ان قیود کی وجہ سے جو آپ نے میرے مقابلہ میں اپنے دل اور اپنی زبان پر عائد کیں۔ مجھے وہ خط یاد ہے۔ اور میں نے وہ خط ابتک اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ اور اسے کبھی کبھی نکالکر پڑھا کرتا ہوں۔ جو آپ نے اسوقت لکھا تھا۔ جب میں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی لڑکی سے شادی کی۔ اور خدا جانتا ہے۔ محض حضرت خلیفۃ المسیح کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اور محض اس لڑکی کی بہتری کی نیت سے۔ اور مجھ پر بعض روٹھے ہوئے بھائیوں نے گندے سے گندے اور ناپاک سے ناپاک الزام لگائے تھے۔ اور اس امر کو فتنہ کا موجب اور لڑائی کا باعث بنایا جا رہا تھا اس میں آپ نے اس نکاح پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اور اسے بہتری کا موجب قرار دیا تھا۔ اس میں آپ نے یہ خواہش کی تھی۔ کہ اس خط کو ظاہر نہ کیا جائے۔ گو وہ خط میرے نام نہ تھا۔ لیکن میں نے اس خواہش کا احترام کیا اور آج تک اس کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ گو میں اس سے معترضوں کے خلاف فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ اب صرف اس لئے اسکا ذکر کرتا ہوں۔ کہ اب اس کے ذکر سے نہ مجھے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی فتنہ اس سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اور میری غرض اس سے یہ ہے کہ میں نے آپ کے جھوٹے [illegible] کیا ہے اور جو بات [illegible] فی الواقع [illegible]

دل میں بڑھایا ہے۔ میں پھر اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آپکو شفا بھی دے۔ اور آپکے راستہ سے ان روکوں کو بھی دور کرے جو بعض منافقوں کے ہاتھ سے میں آپ کے لئے روک ہیں۔ خط کو ختم کرتا ہوں۔ والسلام

خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۲۸ فروری ۱۹۲۲ء

توسیع اشاعت اخبارات کی تحریک

ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے اخبارات کی توسیع اشاعت کیلئے [illegible] تحریک کی ہے وہ نہایت ہی سست رفتار سے جا رہی ہے [illegible] رہا تو میں نہیں سمجھتا کہ دس سال کے اندر بھی یہ تحریک پوری ہو سکے [illegible] قوم کا پریس مضبوط نہیں اس کی تحریکوں [illegible] کمزور [illegible] بھی قلم کے متعلق [illegible] کر چکا ہوں۔ کہ ایک عرصہ سے میں [illegible] ہزار روپیہ خرچ کر چکا ہوں [illegible] اور وہ اپنا خرچ بھی پورا نہیں کر رہا مجھے اسکا اعتراف ہے کہ [illegible] میں باقاعدگی نہ ہی تھی اور یہ میرے بس کی بات نہ تھی۔ [illegible] ایک ایسی غیر [illegible] کی وجہ سے ایسا ہونا ضروری تھا مگر گذشتہ سال [illegible] اخبار باوجودیکہ باقاعدہ نکل رہا ہے پھر بھی نہ تو احباب [illegible] کی طرف توجہ کی ہے اور نہ انکی توسیع اشاعت کیلئے [illegible] اپنی غفلت [illegible] اعتراف کرتا ہوں کہ [illegible] لیکن [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح نے خود تحریک فرمائی ہے [illegible] کچھ لکھوں [illegible] صاحبان انجمنہائے احمدیہ کے نام اخبار جاری کر دیا جاتا ہے اور یہ گویا ہر ایک کی مقامی جماعت کا ہو گا [illegible] احباب [illegible] خود خرید سکتے ہیں۔ وہ خرید لیں۔ (عرفانی)

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کا جو کام میں نے شروع کیا تھا۔ اور جس کے دو نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں [illegible] شمائل اور اخلاق کے حصہ کو شائع کرنیکا اعلان کیا تھا اور وہ حصہ کاتب لکھ رہا ہے جس میں سے قریباً چھ جزو لکھ چکا ہے۔ اور برابر کر رہا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت میں اپنے ایک خاص رنگ میں کر رہا ہوں۔ اس کی اشاعت کے لئے جس قدر جوش میں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب میں پایا ہے دوسرے کسی بھائی نے ابھی تک نہیں دکھایا۔ باوجودیکہ آپ نے سیرۃ المہدی کا حصہ اول نہایت محنت اور قابلیت سے لکھکر شائع کر دیا ہے۔ پھر بھی آپ متعدد مرتبہ اس کی جلد اشاعت پر توجہ دلا رہے ہیں۔ اخلاق کا باب بہت وسیع ہے ممکن ہے دو حصوں میں اسے شائع کرنا پڑے تاہم میں احباب کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ [illegible] درخواستیں [illegible] تاکہ کتاب [illegible] ایک ہزار [illegible]

خاکسار عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحکم

قادیان دارالامان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۴ء

ساری دُنیا کے لئے آلارم

احمدی جماعت کو بیداری کی ضرورت

تمام دُنیا کا انتظام اس رنگ میں چل رہا ہے۔ کہ ہر عظیم الشان واقعہ کے ہونے سے پیشتر اس کی اطلاع دُنیا پر ہو جاتی ہے۔ اہل بصیرت جان لیتے ہیں۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ہمارے پاس ایسی گھڑیاں موجود ہیں کہ جب انہیں گھنٹہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو آلارم بجکر اس کی اطلاع تمام اہل خانہ کو کر دیتا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ کاروبار میں مشغول لوگ جان لیتے ہیں کہ فلاں کام کے لئے جو وقت مقرر تھا۔ اسمیں سے اتنا حصہ گزر گیا۔ اگر کام لمبا ہوا اور وقت کم تو ان میں ہوشیاری اور چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فائدے مترتب ہوتے ہیں۔ ایک عقلمند بشر یہ جان لیتا ہے۔ کہ میری عمر میں سے ایک گھنٹہ اور کم ہو گیا اس پر ایک شاعر نے یہ کہکر انسان کو اس کے فرضِ منصبی کی طرف توجہ دلائی کہ ؎

غافل تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی
گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

حقیقۃً چشم بصیرت سے دیکھنے والا شخص اگر دیکھے کہ اس کی زندگی کے اب صرف ایک ہزار گھنٹے باقی رہ گئے ہیں۔ تو یقیناً وہ اس زندگی کو چھوڑ کر اس مسافر کی طرح جو کہ ایک نہایت اہم کام کے لئے سفر کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور وہ جب دیکھتا ہے۔ کہ وقت تنگ رہ گیا ہے تو بہت سے کام ادھورے چھوڑ کر سفر کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ شخص بھی اپنی اس زندگی کے کاروبار چھوڑ کر آنے والی زندگی کے فکر میں لگ جائیگا۔

الغرض الارم ایک عمدہ چیز ہے۔ جس سے ہوشیار انسان چوکس ہو کر آنے والی مصیبت سے بچ جاتا ہے۔ قدرت نے الارم کا طریق اپنی ہر ایک چیز میں رکھ دیا ہے۔ اور اسی سے دنیا بھی سبق لیکر کام لینے لگی۔

ریل آتی ہے اس سے پہلے سگنل گر جاتا ہے۔ جو اس امر کا اعلان ہوتا ہے۔ کہ اب ریل اسٹیشن میں داخل ہونے والی ہے۔ اور اسٹیشن پر گھنٹی ہو جاتی ہے۔ جس کے معنے ہوتے ہیں۔ کہ مسافر ہوشیار ہو جائیں۔ جنگوں میں امن لڑائی کے لئے خاص سگنل دیئے جاتے ہیں۔ جن کے صاف معنے ہوتے ہیں۔ کہ اب چند منٹ کے بعد ہزار ہا گولے اس میدان میں گرینگے۔ اور میدان خون ہو جائیگا۔ اور پھر امن کا جھنڈا اڑا کر بتلا دیا جاتا ہے۔ کہ اب موت نے اپنا رُخ اس طرف تھوڑی دیر کے لئے پھیر لیا ہے۔ اور اب امن ہو جائیگا۔ پہلے کو دیکھ کر دُنیا غمگین ہوتی ہے۔ اور دوسرے کو دیکھ کر غمگین ہنس پڑتے ہیں۔

دُنیا کے کسی کام کو دیکھو وہ الارم سے خالی نہیں۔ مدرسہ کے نظام کو دیکھو۔ خود انسان کے چہرے کے اندر اس قسم کے تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک اہل علم جان سکتا ہے۔ کہ اب اس کے منہ سے جو کلام نکلیگا۔ وہ مسرت کا ہوگا یا غم کا۔

الغرض یہ دنیا کا نظام ہے۔ کہ کسی اہم واقعہ سے قبل اس کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ اور یہی نظام کائنات عالم میں خدا نے رکھا ہے۔ دنیا میں عذابات الٰہی نہیں آتے جب تک انبیاء نہ آجائیں۔ جیسے فرمایا ما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولاً رسول ایک طرف امن اور سلامتی کا الارم ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ عذاب الٰہی کا الارم عذاب بہت دیر کے بعد آتے ہیں۔ مگر نبی پہلے آجاتے ہیں۔ آندھیاں چلتی ہیں اس سے پہلے آسمان کی حالت متغیر ہو جاتی ہے۔ بارش آتی ہے اس سے زمین کی حالت بدل جاتی ہے۔ بارش ایک الارم ہوتا ہے اس امر کا کہ اب بعض حصے تباہ ہو جائیں گے۔ اور بعض حصے آباد۔ جیسے بارش الارم ہوتی ہے۔ اسیطرح بارش بھی نہیں آتی جب تک آسمان سے اس کے لئے پہلے نشانات نہ ظاہر ہو جائیں۔ اس امر کی طرف مسیح ناصری علیہ السلام اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

اذا کان المساء قلتم صحو لان السماء محمرّۃ و فی الصباح الیوم شتاء لان السماء محمرّۃ بعبوسۃ یا مراؤون تعرفون ان تمیزوا وجہ السماء واما علامات الازمنۃ فلا تستطیعون

پس یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ ہر ایک چیز کے لئے الارم لگا ہوا ہے۔ عقلمند و دانا اس کو دیکھ کر فائدہ اُٹھا لیتا ہے۔ اور نادان تباہی کے گڑھے میں جا پڑتا ہے۔ جب یہ امر صحیح ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ خدا قوموں کی تباہی اور بربادی کی پہلے سے خبر نہ دے۔ اور پھر نئی قوموں کے بننے کی اطلاع پہلے سے نہ شائع کر دے۔ ہندوستان میں عام ضرب المثل ہے۔ کہ

ہونہار بروا کے چکنے پات

عقلمند چھوٹے بچوں کو دیکھ کر جان لیتے ہیں۔ کہ یہ دُنیا میں عظیم الشان انسان بن جائیں گے۔ پھر یہ کیسی نادانی ہے۔ کہ انسان قومی ترقی اور تباہی کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ پس خوب یاد رکھو کہ جیسے انسان مجموعہ ہے کچھ الگ الگ ٹکڑوں کا۔ اسیطرح سے قوم نام ہے الگ الگ انسانوں کا۔ جب انسان کے سب جوڑ الگ الگ کر دیئے جائیں۔ تو وہ انسان نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح قوم بھی کبھی افراد سے الگ رہکر قوم نہیں کہلا سکتی۔ پس جب کہ ہم سب حصے ہیں قومی وجود کے اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم قومی ترقی اور تنزل کے اسباب پر غور کریں۔ اور معلوم کریں کہ اس کے لئے کون سے اچھے الارم ہیں۔ اور کونسے بُرے۔

یاد رکھو جیسے انسانی جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کتوں اور بلیوں کی خوراک بنجاتا ہے۔ اسیطرح کوئی انسان قوم سے الگ ہو کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ دیگر اقوام کا شکار ہو جاتا ہے ایسے ہی وہ قوم جو کہ قوم کہلا رہی ہے۔ اگر اپنے افراد کو جمع نہیں کر سکتی۔ تو ساری کی ساری دوسرے دشمنوں کا شکار ہو جاتی ہے۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم جیسے آندھی اور بارش کے الارموں کو جانتے ہیں۔ جیسے دنیا کی اور ضرورتوں کے اشاروں کو سمجھتے ہیں۔ قومی ترقی اور تنزل کے اشاروں کو بھی جان لیں۔ کیونکہ اسمیں وہ راز پنہاں ہے جس کا نام معراجِ ترقی ہے۔

جو قومیں آجتک میدان ترقی میں گامزن رہ چکی ہیں۔ ان کی زندگی ان کے حالات ہمکو اس لئے معلوم کرنے ضروری ہیں۔ کہ وہ باتیں اپنے لئے پیدا کر سکیں۔ اور جن کی وجہ سے بڑی بڑی جبار و سرکش قومیں ورطہ گمنامی میں غرق ہو گئیں اور دوسری چھوٹی قوموں نے انکے جسم کو نوچ نوچ کر اپنی پرورش اسطرح کی۔ جیسے کوئی سمندر میں بڑی مچھلی مرجائے تو برخلاف اس کے کہ چھوٹی مچھلیاں کسی وقت اسکا شکار بنتیں خود ان کی غذا بن جاتی ہے اور وہ اسکو نوچکر کھا جاتی ہیں۔

پس ہمارے سامنے آج دو امور ہیں۔ اول یہ کہ ہم مطالعہ کریں۔ قومیں کیسے بنتی ہیں۔ اور پھر مطالعہ کریں کہ وہ کیسے بگڑتی ہیں۔ کیونکہ یہی دو امور ہیں۔ جن سے ہم اپنی زندگی کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ پس ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نظام کائنات ہم کو اس امر میں خاص مدد دے رہا ہے۔ اور پھر اس پر کلام ربانی شاہد ہے۔ مثال کے طور پر دیکھ لو۔ کہ آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے۔ اور وہ زمین کے سارے نظام کو بدل دیتا ہے۔ وہ زمین جو چند یوم قبل ویران پڑی ہوئی تھی۔ سرسبز ہو جاتی ہے۔ اس سے انسانوں اور حیوانوں۔ چرندوں۔ پرندوں کے لئے غذائیں نکل آتی ہیں اور وہ نظام جو چند یوم قبل نظر آتا تھا۔ نیا ہو جاتا ہے اس امر کی طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم تر ان اللّٰہ انزل من السماء ماءً فتصبح الارض مخضرّۃ ان اللّٰہ لطیف خبیر الم تر اکہکر انسان کو اللہ تعالیٰ توجہ دلاتا ہے۔ کہ اگر تونے کبھی توجہ نہیں کی تو دیکھ پانی آسمان سے آتا ہے۔ اور زمین کا نظام بدل جاتا ہے۔ یہ امر بتلاتا ہے۔ کہ زمینی انقلابات کے راز کے جاننے کے لئے آسمان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

ایک اور آیت میں فرمایا۔ ذالک بان اللّٰہ یولج الیل فی النہار و یولج النہار فی الیل و ان اللّٰہ سمیع بصیر
دیکھو خدا کی طاقتوں کی طرف غور کرو۔ جب دن ہوتا ہے۔ اسوقت ساری دنیا محنت اور مشقت میں مشغول ہوتی ہے۔

مزدور مزدوری میں اور مصنف فکر کے سمندروں میں۔ مسافر سفر میں چور ہوتا ہے۔ انسان سے لیکر کیڑے مکوڑوں تک کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں کسی کو ایک منٹ کے لئے راحت نہیں۔ کوئی غم میں اور حزن میں جل رہا ہے کوئی دکھ میں اور درد میں کراہ رہا ہے۔ اسوقت انسان خیال کرتا ہے کہ اب یہ نظام اسی طرح رہے گا۔ مگر چند گھنٹے نہیں گزرتے کہ زمین ہی کا نہیں بلکہ آسمان کا بھی نظام بدل دیا جاتا ہے۔ روشنی دور ہو جاتی ہے۔ ظلمت اور تاریکی ڈیرے لگا لیتی ہے دکھی سے دکھی بھی اس وقت گہری نیند میں چند ساعات آرام کر لیتا ہے۔ سوئی ہوئی مخلوق جانتی ہے کہ اب اسقدر عالم گیر انقلاب کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر ابھی انسان بستر کا مزہ اچھی طرح نہیں لے چکتا۔ کہ خورشید جلوہ افروز ہو کر پھر نظام عالم بدل دیتا ہے۔ دن اور رات میں دو دفعہ یہ انقلاب ہوتا ہے۔ تاکہ دنیا کو بتلایا جائے۔ اور اندھو زمین کی ساری حرکتیں آسمان سے وابستہ ہیں نہ کہ زمین سے۔ اور آسمان و زمین دونو اس قادر مطلق کے ہاتھ میں ایک ذرے کی طرح ہیں۔ اس کے سوا سب فلسفے ہیچ ہیں۔ اور اس کے سوا سب علم ناقص ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس راز کے سوا کہتا ہے۔ وہ غلط اور باطل ہے۔ ذالک بان اللہ ھو الحق وان ما یدعون من دونہ ھو الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر ط

یہ ایک راز ہے جس کو نیچر نے ہمارے سامنے رکھا۔ قانون قدرت نے اس کی بے شمار مثالیں دی ہیں۔ اور خود قرآن کریم نے اس کی شہادت دی۔ وہ یہ کہ زمین کی ترقی کا راز زمین میں نہیں بلکہ آسمان میں ہے۔ کہاں وہ مبصر ہیں جو کہ قانون قدرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور کہاں وہ مفکر جو نیچرل سٹڈی کے دلدادہ ہیں۔ بتلائیں کہ دنیا میں قوموں کی ترقی و تنزل کے کیا اسباب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نیچرل سٹڈی وہی کر سکتا ہے کہ جو نیچر کے بنانے والے کو جان لے۔ ورنہ اندھا نہیں بتلا سکتا۔ کہ قانون قدرت کیا چیز ہے۔

آج دنیا کے سیدوں مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں۔ مگر وہ باتیں حل کرتے ہیں۔ جن کا قومی یا ملکی ترقی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ایک شخص کھڑا ہوتا ہے۔ وہ قومی ترقی کا راز فسادات۔ بغاوتوں۔ ایجیٹیشنوں میں کہلاتا ہے۔ دوسرا کھڑا ہوتا ہے۔ اسلامی پردہ کی مخالفت کرتا ہے۔ تیسرا تمام دنیا سے امیر اور غریب مٹا کر ایک طبقہ کو دینے کو ترقی کا راز جانتا ہے۔ چوتھا بد امنی مٹا دینے کو ترقی کا راز جانتا ہے۔ اس لئے ساری دنیا کو خدا کو باپ اور مسیح کو بیٹا ماننے کی تعلیم دیتا ہے۔ پانچواں مذہب کو بالائے طاق رکھ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔

الغرض کوئی کچھ کوئی کچھ اس درد کا درمان بتاتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ یہ مرض عالمگیر ہر جگہ ایک ہے اور اس کا علاج ہر جگہ الگ الگ [illegible] کوئی بھی نسخہ درست اور صحیح ثابت نہیں ہوا۔ مگر باوجود [illegible] کے [illegible]

توبہ نہیں کرتے۔ جو کہ

سلامتی اور امن کا چشمہ ہے۔

کاش وہ غور کرتے کہ قانون۔ یا نیچر۔ یا فطرت جو کہ دراصل غلط اصطلاحیں ہیں۔ جو کہ بہر منظر ہے اور خوشی کا الارم دیا کرتے ہیں۔ تو کیوں ترقی اور تنزل کا الارم نہیں دیسکتے دیتے ہیں۔ اور ضرور دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ان سب کے پیچھے ایک اور ہستی ہے۔ جس کا نام اللہ ہے۔

پس چونکہ وہ سب اس میدان میں فیل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم سیدھا اور صاف راستہ انکے سامنے پیش کریں۔ تاکہ دنیا ہلاکت کے گڑھے سے نکل کر سلامتی کے بلند مینار پر کھڑی ہو۔ جس کے اردگرد بدامنی کا نام و نشان نہ ہو۔ اور جو انسان کی سفلی زندگی سے نکالکر اس کو نہایت بلندی کے مقام پر لیجائے کیونکہ دنیا کے لوگوں پر جسقدر اثرات ڈالے جا رہے ہیں۔ ان کی اصل اوپر ہے۔ اسلئے ہماری ترقیوں کا راز اس میں ہے جو سفلی مقامات سے بالا ہے۔ پس جب ہمارا اس سے تعلق ہو جائیگا۔ تو پھر ہمارے لئے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں ہو سکتی۔ موجودہ زمانے کا نبی مسیح زمان بھی یہی فرماتا ہے۔

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریق عشق وہ موتی اوٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے
خودی اور خود روی کب اسکو بھاوے

پس وہ پاکیزہ زندگی جو انسان کا معراج ہے۔ اس کے سوا نہیں مل سکتی۔ ہم اوپر کی طرف دیکھیں۔ ہمنے جب اس کے قانون کو دیکھا۔ تو وہاں ہم کو ایک جماعت جو انبیاء کی جماعت کہلاتی ہے۔ ملتی ہے۔ جو دنیا میں ہماری طرح سے آتے ہیں۔ دنیاوی اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں۔ کمزور اور نہتے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اپنا تعلق زمین سے نہیں بلکہ آسمان سے بتلاتے ہیں۔ دنیا کی قومیں ان کی کمزوری کو دیکھ کر ہنستی ہیں۔ اور ان کے اس زعم پر قہقہے لگاتی ہیں۔ مگر چند دن نہیں گزرتے کہ وہ یکہ و تنہا دنیا کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ اور ہنسنے والے مقہور ہو کر قعر مذلت میں جا گرتے ہیں۔ اسوقت خود نظام عالم میں ایسے حوادث کی ہوائیں چلنے لگ جاتی ہیں۔ جو قوموں کو بالکل تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ چنانچہ اسی راز کو یہ آیت حل کر دیتی ہے۔

ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ط

رسول ایک سورج کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے ظاہر ہونے کے

وقت ابناء ظلمت کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔ پس جیسے آسمانی سورج سے پہلے گیدڑ اور بزدل جانور تاریکی میں دلیر اور بہادر ہو جاتے ہیں جبکہ بہادر جانور اور انسان خواب راحت میں ہوتے ہیں۔ مگر جب سورج طلوع ہوتا ہے۔ تو ان کو اپنی جان کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اور بہت سے جو طلوع سے پہلے اپنی غاروں میں چھپ نہیں سکتے وہ موت کا شکار ہو جاتے ہیں وہ جو اندھیرے میں جلال اور جبروت کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ سورج کے ساتھ ہی ان کی موت کا پیام آ جاتا ہے۔ پس وہ سورج ہوتے ہیں۔ ان کے آنے سے ابناء ظلمت مر جاتے ہیں۔ ان کو آسمان سے ایک حکومت دیجاتی ہے۔ انکے پیچھے ایک لشکر جرار ان سپاہیوں کا ہوتا ہے جن پر دنیا کے توپ تفنگ اور گولے کچھ اثر نہیں کرتے۔ مگر ان کا کوئی وار خالی نہیں جاتا۔ یہی وہ حق ہے جو کہ میرا آقا ان لفظوں میں بیان کر چکا ہے ؎

سخت جان ہیں ہم کسی کے بغض کی پرواہ نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہمکو سہار
جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
دشمن غافل اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار

قرآن کریم میں اس جرار لشکر کی طرف یوں انسان کو توجہ دلاتا ہے۔ یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین۔ پس وہ آسمان سے ملائکہ کے لشکروں سمیت نازل ہوتا ہے۔ اور جب وہ آتا ہے تو لوگ اسکا انکار ہی کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کو نہیں مانتے۔ بلکہ ہنسی اور ٹھٹھول سے آوازیں کستے ہیں۔ خود رب العرش فرماتا ہے۔ یاحسرۃ علی العباد۔ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ط

کوئی رسول ایسا نہیں گزرا جس کے ساتھ ٹھٹھا نہ کیا گیا ہو۔ پس وہ چونکہ آسمانی قوتوں کے ساتھ آراستہ ہوتے ہیں۔ ملائکہ کا لشکر جرار اُن کے ساتھ ہوتا ہے وہ بادشاہ ہوتے ہیں۔ مگر زمین کے نہیں بلکہ آسمان کے۔ اور وہ اس بلندی کے مقام سے کھڑے ہو کر کہتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہمتو بستے ہیں فلک پر اس زمین کو کیا کریں۔
آسمان کے رہنے والوں کو زمین سے کیا نقار

پس یہ ظاہر بات ہے جبکہ حکومتیں بدل جاتی ہیں۔ تو دنیا میں سخت تباہی آتی ہے۔ اور سارے نظام بدل جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے کسقدر حکومتیں بدلیں۔ کیا یہ تلخ تجربے ہم نے سنے اور بعض نے دیکھے۔ میرے قول کی صداقت کے لئے کافی نہیں۔

روس کا کیا حشر ہوا۔ وہ زار جو قیصر کے زمانے

میں تھی۔ آج کدھر گئی۔ یونان کی قسمت میں کیا تغیرات آئے۔ ترکی کی کیا حالت ہوئی۔ بادشاہ ترک آج ملک سے بے ملک وطن سے بے وطن مارا مارا پھر رہا ہے۔ حجاز کے علاقہ میں عراق میں۔ فلسطین میں۔ غرض ان ملکوں کے حالات نظر اٹھا کر دیکھ جاؤ۔ جن کے اندر یہ انقلابات ہوتے ہیں۔ ان ملکوں کی کیا حالت ہوئی۔ پس گئے۔ بے عزت ہوئے ان کی ساری دولت و عزت جاتی رہی۔ ان کی عورتوں کی عصمتیں مٹ گئیں الغرض وہ سخت ترین مظالم جو انسانی تصور میں آ سکتے ہیں۔ ان ممالک میں برتے گئے۔ کیونکہ وہ ملک دوسرے بادشاہوں کے قدموں سے روندے گئے۔ اسی کی طرف ملکہ سبا اشارہ کرتی ہے۔ اور حضرت سلیمان کے متعلق اپنے سرداروں کو کہتی ہے۔ ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة۔

پس جبکہ یہ قانون قدرت ہمکو بتلاتا ہے کہ حکومتوں کا انقلاب اچھے نہیں۔ بلکہ زمانہ ماسبق سے لیکر یہی چلا آیا ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ انسان اس تجربہ سے یہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ کہ وہ آسمانی بادشاہوں کی آمد پر متنبہ ہو جائے۔ حالانکہ یہ الارم ساتھ ہی لگا رہتا ہے۔ ما كنا معذبين حتى نبعث رسولا۔ جبکہ دنیا کی حکومتوں کے انقلاب بھی عذاب ہیں۔ تو یاد رکھو کہ حکومتوں کا انقلاب بھی اسوقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک رسول نہ آ جائیں۔ اب جبکہ یہ امر واضح ہو چکا تو ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم اس امر پر غور کریں کہ رسول آیا کیوں۔ اور کب آیا کرتا ہے۔ اس کے لئے جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمکو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا نے انسان کے اندر اس طرح سے اخلاط کو رکھا ہے۔ کہ وہ باہم ٹکراتے ہیں۔ ورنہ انسان ایک آن بھی زندہ نہ رہ سکے۔ اور اسیطرح سے اس کے فیوض ہر حالت میں انسان تک پہنچ رہے ہیں اس لئے کہ وہ رحمان اور رحیم ہے۔

پس جبکہ دنیاوی بقا کے لئے اس نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ تو ضروری تھا کہ انسان کو مشکلات کے سمندر سے نکالنے کے لئے اور بھی طریقے پیدا کرتا۔ منجملہ ان کے ایک ارسال مرسلین بھی ہے۔ جیسے وہ نبی کریم کو فرماتا ہے۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

اپنی مخلوق پر رحمت کی غرض سے ہمنے تجھ کو روانہ کیا ہے۔ پس یہ معجز نما کلام ان دونوں سوالوں کو حل کر دیتا ہے۔ کہ کیوں اور کس وقت نبی آتے ہیں یعنی نبی رحمت کے لئے آتے ہیں۔ اور اسوقت آتے ہیں۔ جبکہ دنیا رحم کی سخت محتاج ہوتی ہے۔ آؤ اب پرانے صحیفے اٹھا کر دیکھیں۔ پہلے نبیوں کیوقت کیا حالت تھی۔ تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ قومیں چاہ ضلالت میں گری ہوئی تھیں۔ انکے اخلاق مر چکے تھے۔ دنیا کی ممکن سے ممکن بدیاں ان کے اندر موجود تھیں۔ اس لئے وہ قانون قدرت کو توڑ توڑ کر دنیا کے اندر فسادات خرید رہے تھے۔ اور اس وقت انکی حالت بالکل گر چکی تھی۔ ایسے وقتوں میں نبی آتے رہے اور وہ سب کے سب اسی امر کا نمونہ تھے۔ جو خدا نے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ ان لكم في رسول الله اسوة حسنة۔ رسول تمام اخلاق فاضلہ کا سرچشمہ و منبع ہے اسکے پیچھے چلو اور اپنی بدچلنیاں چھوڑ دو۔ چونکہ وہ رحمت ہوتا ہے۔ اور وہ اسوۂ حسنہ ہوتا ہے۔ اسلئے ایک طرف مخلوق کے لئے اس کے ہاتھ میں تریاق ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف منکروں کی تباہی کے لئے

آتشین مادہ

جو اس کی حکومت کے سامنے اپنے سر رکھ دیتے ہیں۔ اور ان کو تزکیہ نفس حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ آسمانی لشکروں کی تاثیر میں آ جاتے ہیں۔ وہ اگرچہ پہلے ریت کے ذرے ہوتے ہیں۔ مگر بعد میں وہ ٹیلے اور پہاڑ ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ پنہاں راز ہے۔ جس کی فلاسفی کے لئے مجھ کو اسقدر لکھنا پڑا۔ اس کے بالمقابل جو قوت کھڑی ہوتی ہے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیجاتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی بنیادیں اعمال فاسدہ کی وجہ سے سڑ چکی ہوتی ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم نہایت مضبوط چٹان پر کھڑے ہیں۔ مگر ایک ہی ٹکر سے وہ پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اور وہ چھوٹی قوم ایسی ہو جاتی ہے کہ جس سے وہ ٹکراتی ہے۔ وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ اور جو اس سے ٹکراتا ہے وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ یہ چھوٹی قوم جلد جلد ترقی کرتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے اندر سے تمام سمیات خارج کر چکی ہوتی ہے۔ اور وہ بڑے افراد اندر ہی اندر مہلک غذاؤں سے ہلاک ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس اصل کے ماتحت جس قوم کی تاریخ چاہو پڑھو تمکو معلوم ہوگا۔ ہندو اسوقت بنے جبکہ وہ اپنے نبیوں کے فرمانبردار تھے۔ سکھ قوم اسوقت بنی جبکہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چلی۔ مسلمان بجلی کی طرح سے کوند گئے جبکہ آنحضرت صلعم کی اتباع کی۔ عیسائی۔ بدھ۔ ازم الغرض جس قوم کی تاریخ اٹھاؤ دیکھو اس میں یہی رنگ ہے اس کے علاوہ بھی کبھی ترقیاں ہو جاتی ہیں۔ مگر وہ عارضی ہوتی ہیں۔ جیسے کہ وہ زمین جہاں بارش نہ ہو اسمیں صرف رطوبت سے بعض چیزیں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ مگر وہ مفید نہیں ہوتیں۔

پس یاد رکھو بننے والی قومیں ترقی کی منزلیں طے کرنے والی قومیں نبیوں کی پیرو ہوتی ہیں۔ اور وہی کامیاب ہو جاتی ہیں۔ نبی سب سے پہلے اس قوم کے اخلاق کو بناتے ہیں۔ جن پر دنیا کی ساری عمارت چنی جاتی ہے جیسے کہا ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي۔ وہ ان لوگوں کو جمع کر کے انکے اندر اخوۃ کی زندہ روح پیدا کرتے ہیں۔ اور یہی وہ معجز نما کام ہوتا ہے۔ جو کہ ایک نبی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

ہندوستان کے لیڈر ایک ہی قوم کی ذہنیت کا جوش دلا کر کام کرتے ہیں۔ آئرلینڈ میں۔ مصر میں۔

تڑپ گئی ہیں۔ اور دیں [illegible] اس کی لاشوں سے کام ہو [illegible]
کر ان کو یہ بتلایا جا [illegible] سے چھینا جا رہا ہے۔ تم اس کے لینے کو متفق ہو جاؤ۔ وہ عارضی اتحاد جو انکے بیچ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ صرف اسی چیز کے لئے ہوتا ہے۔ جس کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اگر اس کا وجود درمیان سے نکالدیا جائے تو کسی کو کسی سے ہمدردی نہیں ہوتی۔ مگر ایک نبی مختلف الخیال۔ اور مختلف الادیان اور مختلف الاوطان۔ مختلف الاجناس لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کرتے ہیں۔ انکے سامنے کوئی لالچ نہیں ہوتا۔ پھر وہ سب کے سب ایک غرض کے لئے متحد ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے اندر ایک روح پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے انکو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم سب ایک ہیں۔ اور پھر وہ سب ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ کوئی بتلائے کہ کسی لیڈر نے ایسا کر کے دکھایا ہو۔ ہرگز نہیں۔

آج بھی دنیا میں ایک نبی آیا۔ اس نے ایک قوم پیدا کی۔ بالکل اسوقت اسی سارے مضمون کی مصداق بلکہ اس سے بھی زیادہ بگڑی ہوئی حالت دنیا کی ہے۔ اسمیں اس نے ایک زندہ جماعت چنی۔ اسوقت تک دنیا اس کا استہزا سے ہنسی کرتی رہی ہے۔ اور اس کی جماعت سے بھی یاد رکھو۔ خدا کے قوانین اٹل ہیں۔ اب نبی آ چکا۔ عذابوں کی ابتدا ہو چکی۔ اب دشمنوں کو صرف یہ مرحلہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ وہ مٹ جائیں گے۔ اور ہم کامیاب ہو جاویں گے۔ حکومتیں ہمارے سامنے سر جھکا دیں گی۔ اور اب دنیا کا نظام ہمارے ہاتھوں میں ہوگا۔ اس لئے کہ جس بادشاہ سے کسی ملک کا امن مٹتا ہے۔ وہی اس کو درست کرتا ہے۔

میں جانتا ہوں۔ کہ میرے ان الفاظ پر نادان دشمن شور مچائیگا۔ اور کہے گا۔ کہ ہم حکومت کے لئے منصوبہ کر رہے ہیں۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اب دنیا میں کبھی امن نہیں ہوگا۔ جب تک کہ دنیا اس کو قبول نہ کرے۔

جو امن کا شہزادہ۔ صلح کا جھنڈا بردار۔ راستی کی شاہراہ۔ اور کامیوں کی کلید تھا۔ حکومتیں انتظام کریں۔ لیکن انکو کامیابی نہیں ہوگی جبتک وہ اس آواز کو قبول نہ کریں۔ جو آسمان سے آئی۔ آج ہم ملکوں کو تلوار سے نہیں فتح کر سکتے۔ بلکہ اخلاق سے فتح کر سکتے ہیں۔ آسمانی تعلق سے فتح کر سکتے ہیں۔ یہی وہ گر ہے جو آسمانی روح نے ہمکو سکھلایا۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ کسان نے کھیت میں ایک غلہ بویا ہوا ہے۔ اور وہ پک رہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایک گھاس سبز کھڑا ہوا لہرا رہا ہے۔ بہت دفعہ دیکھا کہ کسان ایک کھیت فصلیں لیتے ہیں۔ نیچے کی چیز اگ رہی ہوتی ہے۔ اور اوپر کی پک رہی ہوتی ہے۔ کسان نیچے کی فصل کے لئے کھیت کو پانی سے بھر دیتا ہے۔ مگر یہ پانی پکنے والی کھیتی کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ بر خلاف اسی کی جڑھ میں دوسری کھیتی فائدہ اٹھا رہی ہے حالانکہ پکنے والی کھیتی کی ترقی کا راز چند یوم اول انکی پانی

میں تھا۔ لیکن جبکہ آسمانی احکام بدل جاتے ہیں۔ تو پانی ہوا۔ غذا سب بیکار ہو جاتے ہیں۔ پس اس زمانہ کے نبی کی آمد اگرچہ بہت سی خوشیوں کی آمد ہے۔ مگر وہ دنیا کی قوموں کے لئے خطرے کا الارم ہے۔ اب یہ قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں۔ جب تک یہ اس آواز پر لبیک نہ کہیں جیسے گذشتہ زمانوں میں ہوتا رہا۔

دوسری طرف ہماری جماعت کے لئے اسوقت سخت بیداری کی ضرورت ہے کیونکہ ہمنے اس آواز کو سُنا اور اس پر لبیک کہا۔ پس خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ہم کو وہ ایک نہ ٹوٹنے والا پہاڑ بنا دے۔ تاکہ ہم دنیا کے لئے بہت سی برکتوں کا باعث بنیں۔ اس لئے ہم کو اپنی ذمہ واریاں اسیطرح محسوس کریں۔ جیسے کہ کسی حکومت کا ولی عہد اپنی ذمہ واری کو محسوس کرتا ہے۔

یاد رکھو ہم دنیا میں اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم کو اخلاق نہیں آتے۔ ہماری ترقی کا راز صرف اسلامی کیریکٹر میں ہے۔ اسوقت اگرچہ دنیا کی حکومتیں بظاہر زندہ ہیں ان کی قوت زوروں پر ہے۔ مگر میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ کوئی حکومت اسلامی ہو یا غیر اسلامی اسوقت صحیح معنوں میں زندہ نہیں ہے۔ ان کے اخلاق مر چکے ہیں۔ انہوں نے امام وقت سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور اس لئے ان کی بداعمالیاں اندر ہی اندر ان کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ مصر کی بعض دیواروں پر میں نے یہ اعلان پڑھا کہ گذشتہ تیس سال میں مصر نے تین ملیون پونڈ کی صرف شراب پی۔ مجھ کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس شراب سے کیا نتائج نکلے ہونگے۔ اسپر عقلمند جان سکتا ہے۔

یہ تو صرف مصر کی حالت ہے۔ ہر قوم اپنے اپنے ملک کی حالت کا اندازہ لگا سکتی ہے۔ شرابی شخص کبھی صحیح الدماغ نہیں رہ سکتا۔ اس کی اولاد کمزور مریض پیدا ہوتی ہے۔ تبلاؤ کیا ایک قوم کی تباہی کے لئے صرف شراب کافی نہیں۔ مگر اس قوم کی کیا حالت ہوگی۔ جس میں صرف شراب ہی نہیں بلکہ دنیا کے عیب پائے جاتے ہوں۔ دنیا کی کونسی بدچلنی ہے۔ جسنے آجکل ترقی نہیں کی۔ بلکہ اس کی تعلیم نہیں دیجاتی۔ مجھ کو ایک شخص نے فرانس کے طبع شدہ کارڈ چالیس مختلف طرزوں کی بدچلنی کے دیکھائے جس کو دیکھ کر معلوم ہوا۔ کہ انسانیت اب مر چکی ہے۔ اور یہ چلتی پھرتی تصویریں ہیں انسانیت کی خبر نہیں۔ حیا کا نام و نشان مٹ گیا۔ بدکاری اور بدچلنی اسقدر پھیلی ہے۔ کہ فوٹو کے ذریعے سے اس کی تعلیم کو عام کیا جاتا ہے۔ کتے اور سور۔ بندر اور جنگل کے وحشی فرانس کے ان مہذب انسانوں سے ہزار درجہ اچھے ہیں۔ جو بدکاری کے یہ طریق نہیں جانتے۔

بتلاؤ وہ قوم جس کی بہو بیٹیاں اس رنگ میں زندگی بسر کریں جن کے مرد اسقدر بے غیرت ہو جائیں۔ کب تک زندہ رہے گی۔

ان امور کا اثر دنیا کا کوئی شہر نہیں۔ جسپر نہیں پڑا۔ آج میری نگاہ سے ایک حیرتناک مضمون گزرا۔ جو کہ ایک عورت مصر کے اخبار میں شائع کراتی ہے۔ وہ لکھتی ہے۔ میں پچھلے پیر کے دن بعض ضروری کاموں کے لئے چھ بجے شام کے باہر گئی۔ میں ٹرام میں سوار ہوئی۔ ٹرام میں عورتوں کا کمرہ نہ تھا۔ اس لئے میں درجہ اول میں سوار ہو گئی۔ اس کمرے میں دو نوجوان اور بھی آ گئے۔ میں نے ان کی جرأت پر سخت حیرت کی اور میں حیران ہو گئی۔ وہ ٹرام میں بہت کچھ بکواس کرتے رہے۔ آخر میں نے ٹرام کو چھوڑ کر فٹن میں سوار ہو گئی۔ تو ایک نوجوان بہت دلیری سے میرے پیچھے سوار ہو گیا۔ میں نے اس کو پولیس کی دھمکی دی۔ مگر اسپر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس نے کہا کہ میں بھی ایک بڑا آدمی ہوں۔ آخر میں نے ایک حیلہ کیا اور کہا کہ وہ جو شخص جا رہا ہے۔ وہ میرا خاوند ہے۔ میں اس کو ابھی پکارتی ہوں اس سے ڈر کر وہ چلا گیا۔

(منقول از مقطم ۱۰ فروری ۱۹۲۴ء)

بتلاؤ جب ملک اور قوم کے نوجوانوں کی حالت یہ ہوگی۔ وہ قوم کب تک زندہ رہے گی۔ بدکاریوں پر تمام قوموں کی ثروت پانی کی طرح بہ رہی ہے۔ اور ان کی قوت زائل ہو رہی ہے۔ ان کا شیرازہ بکھر رہا ہے۔ مائیں۔ بہنیں۔ بیٹیاں۔ لڑکے۔ لڑکیاں سب بدچلن ہو چکے ہیں۔ پھر کیوں دنیا میں امن رہے۔ اور کیوں دنیا ترقی کرے۔ کیوں دنیا سے قحط نہ مٹ جائے۔ ان بدکاریوں نے بہت سی بدامنیاں اور بیماریاں پیدا کر دی ہیں۔ بہت سے ملکی شوروں کی تہ میں یہی ہاتھ کام کر رہا ہے۔

یہ وہ راز ہے۔ جو قوموں کو گرا رہا ہے۔ اور ان قوموں نے متفق طور پر مذہب کو خیرباد کہدیا ہے۔ اسی لئے ان کا کیرکٹر مر چکا ہے۔ پس اسوقت اگر جو قومیں ابھی مری نہیں وہ ان زہریلے اثرات سے مسموم ہو چکی ہیں۔ ایک دن آئیگا کہ وہ بھی ہلاک ہو جائیں گی۔ اگر انہوں نے تبدیلی پیدا نہ کی۔ ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم۔

ایک مصری شاعر کہتا ہے ؎

انما الامم الاخلاق ما بقیت
فان ھم ذھبت اخلاقھم ذھبوا

پس اخلاق مر رہے ہیں۔ شراب خانوں میں دیکھو۔ جوئے گھروں میں دیکھو۔ بازاری عورتوں کے پاس دیکھو۔ خدا کی مخلوق کا ایک سمندر موجیں مارتا نظر آئیگا۔ ان کو کوئی شرم اور حیا باقی نہیں۔ اس لئے اب دنیا کا نظام بالکل بدل گیا ہے۔

مصر کی اب وہ شکل نہیں۔ ترکی کی وہ شکل نہیں۔ روس کی وہ حالت نہیں۔ افغانستان۔ خود ہندوستان۔ یونان۔ اٹلی۔ بلجیم۔ جرمنی۔ اسوقت جس حالت میں ہے اس کو کون نہیں جانتا۔

جاپان بچا ہوا تھا۔ اس کو خدا کے قہری ہاتھوں نے تباہ کر دیا۔ تبلاؤ گذشتہ بیس سال میں یہ انقلاب کیوں ہو گا۔ اس آیندہ آنیوالے واقعات پر کیوں نگاہ نہیں ڈالتے۔ جنگوں اور امراض خبیثہ نے جو ترقی اس عرصہ میں کی۔ اس کی رفتار دیکھو۔ تمکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ دنیا بدل چکی ہے۔

پس میں ہندوستان کے تمام باشندوں کو جو میرے ملکی بھائی ہیں۔ یہ کہنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ تم آسمان کا مقابلہ مت کرو۔ کیونکہ تمہاری مصیبتوں کا علاج زمین میں نہیں۔ بلکہ آسمان میں ہے۔ اس کو قبول کرو۔ تمکو قوت مل جائے گی۔ کہ تم اپنے نفس پر قابو پا سکو۔ تم ہندوستان کے سوراج کے لئے روتے ہو۔ تمکو ساری دنیا کا سوراج دیا جائیگا۔ قومیں تمہارے ہاتھ سے امن پائیں گی۔ اور تم امن کے قیام کرنیوالے مظہر ہو گے۔ کاش تم جاگو۔ واقعات تمہارے سامنے ہیں۔ دیکھو دنیا میں اس کے علاوہ کبھی نہیں ہوا۔ حکومتیں تلواروں سے نہیں بلکہ خدا کے فضلوں سے ملا کرتی ہیں۔

تم ابھی تک اپنے نفسوں پر قابو رکھنے کے عادی نہیں ہوئے۔ تم کیسے دنیا کے نفوس پر قابو پا سکو گے۔ سب سے پہلے تمہارا نفس قابو کا محتاج ہے۔ یاد رکھو اسلام تبلاتا ہے۔ کہ اگر تمنے اپنے اور اپنی اولاد پر قابو نہ پایا۔ تو سوائے تباہی کے کچھ نہیں۔ بلکہ موت کے بعد بھی سکھ نہیں۔

قوا انفسکم واھلیکم نارا

تم دیکھتے نہیں ہو کہ کوئی بھی حرکت غیر طبعی ہو انسان اس سے تھک جاتا ہے۔ پھر جس قوم کا چلنا پھرنا۔ کھانا پینا سب ہی غیر طبعی ہو اس کی ہلاکت میں کیا شک ہے۔

پس یاد رکھو مسیح موعودؑ جہاں امن کا شاہزادہ ہے۔ وہاں دشمنوں کی تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے اس کے ایک ہاتھ میں تریاق ہے اور دوسرے میں زہر جس کو چاہتے ہو۔ وہ تمہارے لئے خطرے کا الارم ہے۔ اگر تمنے اس کی آواز نہیں سنی تو اب سن لو۔

یاد رکھو کبھی تم امن کی شاہراہ پر نہیں چل سکتے جب تک اس سے تعلق پیدا نہ کرو۔ ماکنا معذبین حتے نبعث رسولا۔ ہم جو اس کی جماعت کہلاتے ہیں ہم کو اپنے نازک منصب کی طرف غور سے نگاہ ڈالنی چاہیئے۔ میں اپنی جماعت سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمکو تو یہ فخر ہے کہ تم امن اور سلامتی کے مینار ہو۔ تم لوگوں کو تباہی سے نکالنے کے لئے کھڑے ہوئے ہو۔ تبلاؤ گذشتہ نصف صدی میں تمنے قادیان جیسی چھوٹی سی بستی کے غیر احمدیوں کو تبلیغ کر کے احمدی بنا لیا۔ یا ابھی تک دشمن ہمارے پاس بیٹھ کر ہمپر ہر وقت حملہ کی تیاری کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی معاودت

۲ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کی شام کو قبل نماز عشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تبدیل آب و ہوا کے مختصر سفر کے بعد دارالامان واپس تشریف لے آئے۔ خدام بعد نماز مغرب آپکے استقبال کے لئے بھینی تک پہونچے تھے کہ حضور تشریف لے آئے۔ یہ سفر تین ہفتہ کا تھا۔ اور صحت پر نسبتاً اچھا اثر ہے۔ اگرچہ گلے کی شکایت ابھی ہے۔ قادیان سے آپ مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تھے۔ اور اس سفر کا اظہار نہیں کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ احباب کو جب خبر ہوتی ہے۔ تو وہ ایک کثیر تعداد میں دیوانہ وار حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر حضرت کی عادت میں نہیں کہ احباب کو جو اخلاص اور صدق سے آتے ہیں حاضری کا موقعہ نہ دیں۔ اور پھر ان ملاقاتوں میں تقریروں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور مصروفیت بڑھ جاتی ہے۔ پس وہ غرض جو اس سفر سے تھی مفقود ہو جاتی تھی۔ اسلئے اخبار میں اعلان نہیں ہوا لیکن اب جبکہ آپ واپس تشریف لے آئے ہیں اسکا ذکر کرنا ضروری ہے۔

حضرت نواب صاحب قبلہ بھی مالیر کوٹلہ ہی میں تھے اسلئے آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور چند روز تک مالیر کوٹلہ کے علاقہ میں ہرن کا شکار کیا۔ ۱۳ ہرن اور ایک نیل گائے شکار ہوئی۔ آپ اپنے خدام قادیان کو وہاں بھی بھولے نہیں۔ مالیر کوٹلہ سے قادیان والوں کے لئے حصہ شکار بھیجا۔

مالیر کوٹلہ سے آپ گورداسپور تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے دریا کے راستہ سے پھیرو چیچی آکر مقیم ہوگئے۔ اور ۲ مارچ کو واپس قادیان آگئے اس اثنا میں آپ کی ڈاک برابر آپکے پاس پہونچتی رہی۔ اور آپ ضروری ہدایات اہم امور کے متعلق قادیان بھیجتے رہے۔ مجھ پھیرو چیچی کے قیام میں خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی حاضری کی عزت نصیب ہوئی۔ جو تین دن قیام کر کے گذشتہ جمعہ کو واپس آگیا مکرمی خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر امور عامہ کو بھی شرف حاضری ملا۔ وہ آپکے ساتھ ہی واپس ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے اس سفر میں میں نے تین دن میں جو کچھ دیکھا اس پر ایک مضمون انشاءاللہ الحکم کی اگلی اشاعت میں درج ہوگا۔ اور اس سے معلوم ہوگا کہ اس پاک وجود کا یہ سفر جو ایک نادان و دنیا دار کی نظر میں سیر و تفریح کا سفر ہوگا کس قسم کا سفر تھا اور یہ ایام کس طرح گزرتے تھے۔ جماعت کی تنظیم اور جماعت کی اخلاقی حالت کی ترقی اشاعت سلسلہ کی عالمگیر خواہش۔ تربیت اولاد اور ایثار کے نظارے جب میں ناظرین کو خدا کے فضل سے دکھاؤنگا۔ تو انہیں معلوم ہوگا کہ یہ سیر و تفریح کا سفر نہ تھا۔ بلکہ تبدیل آب و ہوا کے خیال سے جانیوالا انسان اپنے سفر میں بھی انہی کاموں کے اس ہجوم کو ساتھ لیکر گیا تھا۔ جو قادیان میں تھے۔ بہر حال آپ مع الخیر تشریف لے آئے ہیں۔ اور سلسلہ کے کاموں میں وہی گہما گہمی شروع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔ آمین۔

اپنے بھائیوں کیلئے دعا کرو

اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل احباب نے دعا کی تحریک کیلئے لکھا ہے (ایڈیٹر)

(۱) حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (صاحبزادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے مالیر کوٹلہ سے میاں عبدالرحیم خانصاحب خالد خلف الرشید حضرت نواب محمد علی خانصاحب کیلئے دعا کی تحریک فرمائی ہے میں اس خط پر آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ایک مضمون لکھونگا۔ سردست احباب سے درخواست ہے کہ وہ عبدالرحیم خان خالد جو بغرض تعلیم انگلستان گئے ہوئے ہیں۔ کیلئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ عزت کے ساتھ کامیاب کر کے جلد واپس لاوے۔ اور دینی دنیوی روحانی و جسمانی برکات اپنے خاص فضل سے ان پر نازل کرے۔ آمین۔

(۲) میاں محمد علی احمدی گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ عاجز چند یوم سے بہت سخت مشکلات میں مبتلا ہے احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان مشکلات کو دور فرماوے۔

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اور کامیابی کیلئے لازماً دعا کی جاوے۔ اللہ تعالیٰ آپکے ان ارادوں کو بار آور کرے جو اسلام اور اہل اسلام کی ترقی اور کامیابی کیلئے آپکے دل میں ہیں سلسلہ کے نظام کو مضبوط اور کامیاب بنانے کیلئے جو تجاویز آپ کے زیر نظر ہیں۔ وہ بابرکت ہوں۔ آمین۔

۴۔ حضرت ام المومنین کی صحت اور درازی عمر کیلئے بھی لازماً دعا ہو یہ بابرکت وجود ہے اور آپکے تمام خاندان کی ہر قسم کی کامیابی کی دعا۔

۵۔ مجاہدین سلسلہ کی صحت اور کامیابی کی دعا اور سلسلہ کے آفاق میں پھیل جانے کی دعا۔

۶۔ سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب سکندر آبادی ایک خاص ابتلا میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صدق اور وفا کے اعلیٰ مراتب کے ساتھ اپنے دینی مقاصد میں کامیاب کرے۔ اور ان کے خاندان کو اس نعمت سے بہرہ اندوز کرے۔ جو ان پر کی ہے۔

۷۔ سیٹھ جی ایم [illegible] سکندر آبادی بعض مالی ابتلاؤں میں ہیں۔ ان کی فلاح اور کامیابی کے لئے دعا کی جاوے۔

۸۔ سید بشارت احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد اور ان کے ساتھ حیدر آباد کے بعض اور احباب نے امتحان جوڈیشل دیا ہے۔ اور یہ آخری امتحان ہے۔ اسکے بعد پھر ہو تو نہیں اس لئے خدا تعالیٰ سے ان سب دوستوں کی شاندار کامیابی کے لئے دعا کی جاوے کہ یہ سلسلہ کیلئے بہترین امید کا موجب ہے۔

۹۔ مخدوم محمد افضل صاحب سب انسپکٹر پولیس کے فرزند رشید جو ایم اے کا امتحان دینے والے ہیں بیمار ہیں انکی صحت اور کامیابی کیلئے دعا کی جاوے۔

۱۰۔ برادرم محمد سعید صاحب کلرک کیمل پور چھاؤنی لاہور بعض مشکلات میں ہیں ان سے نجات کے لئے دعا کی جاوے۔

۱۱۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے لئے دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین میں اخلاص اور حضرت خلیفۃ المسیح کی محبت میں ترقی دے اور اس کی اولاد خادم دین ہو۔

۱۲۔ عزیز مکرم علی محمد ابن سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین کی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے۔ عزیز موصوف انگلستان تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

نوٹ۔ کالم دعا خصوصیت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور نشان کر کے پیش کیا جایا کرے گا۔

(ایڈیٹر)